AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فتح الباری میں لغوی مباحث کا دیگر شروح بخاری سے تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of Linguistic Discussions in Fath al-Bari and Other Shrohe Bhukhari

1. Muhammad Abbu Sufian
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan. abusufyanprwana@gmail.com
2. Muhammad Ishfaq
Lecturer, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad, Pakistan. muhammad.ishfaq@riphahfsd.edu.pk

Abstract

This research article presents a comparative study of the linguistic discussions found in Fath al-Bari by Ibn Hajar al-Asqalani and other famous Sharh-e-Bukhari. It highlights how Fath al-Bari uniquely integrates detailed lexical, grammatical, and morphological analysis in understanding Hadith vocabulary, while also linking these linguistic insights to jurisprudential rulings. Compared to other commentaries such as Umdat al-Qari, Irshad al-Sari, and Sharh Ibn Battal, Fath al-Bari provides a more comprehensive, precise, and critical approach towards linguistic explanation. Ibn Hajar's methodology includes citing classical Arabic dictionaries, explaining word derivations, presenting multiple meanings with context-based preferences, and engaging in scholarly critique. Other commentators generally offer simpler, more concise linguistic notes with less emphasis on detailed root analysis or comparative meanings. This study shows the distinctive contribution of Fath al-Bari in enriching the linguistic understanding of Hadith and its impact on interpretation and legal deduction.

Keywords: *Fath al-Bari, Ibn Hajar, al-Bukhari, Linguistic, Hadith, Lexical studies, Arabic grammar, Language.*

قرآن وحدیث کی فہم میں لغت عربیہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اور کتبِ حدیث کی شروحات میں لغوی مباحث ہمیشہ ایک مؤثر علمی وسیلہ رہے ہیں۔ انہی شروحات میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی معرکۃ الآراء کتاب "فتح الباری بشرح صحیح البخاری " کو ایک بلند مقام حاصل ہے، جس میں نہ صرف حدیث کی سند و متن کی تحقیق کی گئی ہے بلکہ لغوی، نحوی، اور صرفی نکات پر بھی مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ لغت کا یہ پہلو اس وقت مزید اہم ہو جاتا ہے جب ہم اس کا تقابل دیگر شروحاتِ بخاری سے کریں جیسے عمدۃ القاری (علامہ عینی)، اِرشاد الساری (علامہ قسطلانی)، شرح ابن بطال، اور فتح الملھم۔ ہر شارح کا لغوی منہج اور اندازِ تعبیر جداگانہ ہے، جس سے حدیث کے الفاظ میں معنوی وسعت، تنوع اور فکری گہرائی پیدا ہوتی ہے۔ زیر نظر ریسرچ آرٹیکل میں "فتح الباری" میں بیان کردہ لغوی ابحاث کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے گا، جس میں ان مباحث کو دیگر شروحات کے ساتھ رکھ کر دیکھا جائے گا کہ حافظ ابن حجرؒ کا منہج کہاں ممتاز ہے، کہاں انفرادیت رکھتا ہے، اور کہاں دیگر شروحات سے ہم آہنگ ہے۔ اس مطالعے سے علمِ حدیث، فہمِ لغت اور شرحِ متون کے مابین باہمی ربط و تعلق کو بہتر طور پر سمجھنے کا موقع ملے گا۔

لغوی ابحاث کی ضرورت واہمیت

علمِ لغت علومِ اسلامیہ کی اساس اور فہمِ دین کا پہلا زینہ ہے۔ قرآن وحدیث چونکہ عربی زبان میں نازل ہوئے، اس لیے ان کے فہم میں عربی لغت کی معرفت شرطِ اوّل ہے۔ اہل علم نے متفقہ طور پر اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ لغت کے بغیر نصوصِ شرعیہ کی فہم ناقص اور گمراہ کن ہو سکتی ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"فاللغة العربية من الدين، ومعرفتها فرض واجب، فإن فهم الكتاب والسنة فرض، ولا يفهم إلا بفهم اللغة العربية."[1]

"عربی زبان دین کا حصہ ہے، اور اس کا سیکھنا فرض ہے، کیونکہ کتاب و سنت کو سمجھنا فرض ہے اور وہ عربی زبان کے فہم کے بغیر ممکن نہیں۔"

امام شاطبیؒ نے اصولی قاعدہ قائم کیا ہے:

"إنما يُرجَع في فهم الكتاب والسنة إلى معهود الألفاظ في لسان العرب."[2]

قرآن و سنت کے فہم میں رجوع اہل عرب کی زبان کے معروف معانی کی طرف ہو گا۔

لغت کی یہ اہمیت صرف لغوی معانی تک محدود نہیں بلکہ استنباطِ احکام اور فہمِ شریعت کے ہر پہلو کو شامل ہے۔ امام الزرکشیؒ بیان کرتے ہیں:

"الدلالة اللفظية أصلٌ في استنباط الأحكام الشرعية."[3]

لفظی دلالت احکامِ شرعیہ کے استخراج میں بنیاد ہے۔

اسی لیے ائمہ دین نے لغت کی اہمیت پر زور دیا اور اس کے بغیر تفسیر و تاویل سے منع فرمایا۔ امام مالکؒ سے مروی ہے:

"لا أُوتى برجلٍ غيرِ عالِمٍ بلغةِ العربِ يفسِّر كتابَ اللهِ إلا جعلتُه نكالاً."[4]

"ب بھی میرے پاس کوئی ایسا شخص لایا جائے جو عربی زبان کا علم نہیں رکھتا اور وہ قرآنِ مجید کی تفسیر کرتا ہو، تو میں اسے (دوسروں کے لیے) عبرتناک سزا بناؤں گا۔"

محدثین کی اصطلاح میں "شرح حدیث" کا مطلب صرف ترجمہ یا ظاہری وضاحت نہیں، بلکہ اس میں لغوی تحقیق، اشتقاقی تجزیہ، اور سیاقی مفاہیم سب شامل ہوتے ہیں۔ امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

"ولا يتمكن أحد من تفسير كلام الله ورسوله على الحقيقة إلا من تبحر في لسان العرب."[5]

"اللہ اور اس کے رسولؐ کے کلام کی تفسیر کا اہل وہی ہو سکتا ہے جو عربی زبان میں گہرائی رکھتا ہو۔"

احادیث کے سیاق و سباق میں متعدد الفاظ ایسے ہیں جن کے کئی احتمالات، متعدد معانی اور وسیع دلالات ہوتے ہیں۔ صرف لغت کے فہم کے ذریعے ہی یہ تعیین ممکن ہے کہ کس موقع پر کون سا مفہوم راجح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جلیل القدر محدثین جیسے امام ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ عینیؒ، امام قسطلانیؒ، اور دیگر نے لغوی ابحاث کو شرحِ حدیث کا اہم حصہ بنایا۔

1 ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، اقتضاء الصراط المستقیم، دار عالم الفوائد، مکہ مکرمہ، 1425ھ، ج2، ص207۔

2 الشاطبی، ابراہیم بن موسی اللخمی، الموافقات فی أصول الشریعہ، دار ابن عفان، دمام، 1417ھ، ج3، ص386۔

3 الزرکشی، بدر الدین محمد بن عبد اللہ، البرہان فی علوم القرآن، دار المعرفۃ، بیروت، 1391ھ، ج2، ص14

4 السيوطي، جلال الدین عبد الرحمن بن أبی بکر، الإتقان فی علوم القرآن، دار الفکر، بیروت، 1416ھ، ج1، ص76

5 ابن القیم، محمد بن أبی بکر الزرعی، إعلام الموقعین، دار ابن الجوزی، دمام، 1423ھ، ج1، ص44

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خصوصاً حافظ ابن حجرؒ کی کتاب فتح الباری میں لغت کا استعمال صرف لفظی تشریح نہیں بلکہ مکمل لغوی منہج کی شکل میں ہے جس میں:

- عربی لغت کی بنیادی کتب سے اقتباسات
- الفاظ کی اشتقاقی تحقیق
- معنی کی تعیین میں سیاق وسباق
- فقہی استنباط کے لیے لغت کا استعمال
- دیگر شارحین کے اقوال پر علمی نقد

شامل ہے۔

امام سخاویؒ فرماتے ہیں:

"إن شرح ابن حجر جامع لفنون كثيرة، منها الفقه، واللغة، والحديث، والرجال، والتاريخ، ولا يوجد مثله."[6]

"ابن حجر کا شرح (فتح الباری) کئی علوم کا مجموعہ ہے: فقہ، لغت، حدیث، رجال، تاریخ—اور اس جیسا نہیں ملتا۔"

ان تمام دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ علمِ لغت نہ صرف تفسیر و حدیث کا بنیادی آلہ ہے بلکہ شریعت کی تفہیم و تعبیر میں اس کا کردار محوری ہے۔ اسی تناظر میں یہ آرٹیکل "فتح الباری" میں موجود لغوی مباحث کا دیگر شروحاتِ بخاری کے ساتھ تقابلی مطالعہ پیش کرتا ہے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ لغوی منہج حدیث فہمی میں کس طرح نکتہ آفرینی اور گہرائی پیدا کرتا ہے۔

فتح الباری کا لغوی منہج

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م852ھ) نے "فتح الباری" میں لغتِ عربیہ کے اصولوں کو حدیث کی فہم کے لیے بنیادی ذریعہ بنایا۔ وہ نہ صرف الفاظ کے لغوی معنی بیان کرتے ہیں بلکہ ان کے اشتقاق، استعمال، سیاق و سباق، اور فقہی مفاہیم تک کی وضاحت کرتے ہیں۔ ان کا منہج لغت کو محض لغوی تحقیق کی حد تک نہیں رکھتا بلکہ وہ اسے علمی استنباط اور مطلب فہمی کا ذریعہ بناتے ہیں۔

جامع اسلوب

ابن حجر ایک لفظ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے اکثر لغت کی مشہور کتب جیسے:

- لسان العرب
- الصحاح للجوهري
- مقاييس اللغة لابن فارس
- النهاية في غريب الحديث

سے بکثرت استفادہ کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کتب سے ایک ایک نمونے کی مثال بھی پیش کریں گے۔

---

[6] السخاوی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع لأهل القرن التاسع، دار الجیل، بیروت، 1412ھ، ج2، ص75

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لسان العرب

وقال ابن دقيق العيد: المنزهون لله؛ إما ساكت عن التأويل، وإما مؤول... فأطلقت على سبيل المجاز؛ كالملازمة وغيرها من الأوجه الشائعة في لسان العرب"[7]

یہاں ابن حجر اپنے فہم میں لسان العرب کی آراء استعمال کرتے ہیں تا کہ ثابت کریں کہ لفظ جیسے "الملازمة" وغیرہ مجازی طور پر استعمال ہوئے ہیں، اور اسی تصریح کے ذریعے وہ تنزیہ صفاتِ خداوندی پر تناظر قائم کرتے ہیں۔

الصحاح(للجوهري)

"قال الجوهري: جمع أريسي... وقال ابن فارس إنّها لغة شامية"[8]

اس بیان میں جوہری کی لغوی معانی نقل کر کے امام ابن حجر دلیل دیتے ہیں کہ لفظ "أريسيين" اصل میں شامی زبان سے ہے، اور اس پر تصحیحِ لسانی کی راہ گامزن ہوتے ہیں۔(نوٹ: یہ بیان الصحاح کے حوالے سے ضمنی حوالہ ہے؛ اگرچہ اصل کتاب کا نام براہِ راست نہیں آیا، مگر اس انداز سے لغوی حوالہ مہیا کیا گیا ہے۔(

مقاييس اللغة(ل-ابن فارس)

"قال الجوهري: ... وقال ابن فارس إنّها لغة شامية وأنكر"[9]

اں "ابن فارس" کا حوالہ استعمال کیا گیا ہے تا کہ بتایا جائے کہ وہ لفظ "أريسي" عربی تصوّر سے بعید تصور کرتا ہے، اور اسے غیر عربی قرار دیتا ہے، جو بعد میں ابن حجر نے ٹھیک کیا۔

النهاية في غريب الحديث

"قيل: الغضب... ولازم الغضب: إرادة إيصال العقوبة... أطلقت على سبيل المجاز؛ كالملازمة"

اں ابن حجر "النهاية في غريب الحديث" کے انداز میں لغوی و حدیثی تفسیر پیش کرتے ہیں، جس سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ لفظ "الغيرة" اور "الغضب" تعدد معنی کا حامل ہیں۔ نیز، "الملازمة" کو بطور بیانِ وجودِ معناوہ ایک استعاراتی ہنر کے طور پر تجویز کرتا ہے۔

اسی طرح حیاء "کی وضاحت کرتے ہوئے ابن حجر لکھتے ہیں:

"الحياء: تغيير وانكسار يعترى الإنسان من خوف ما يعاب به[10]".

یہ تعریف واضح کرتی ہے کہ "حیاء" ایک داخلی کیفیت ہے جو کسی برائی کے خوف سے پیدا ہوتی ہے، نہ کہ صرف ایک سماجی رویہ۔

[7] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج 13، ص 399:

[8] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج 1، ص 55:

[9] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج 1، ص 55:

[10] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ار المعرفة–بیروت، 1379ھ، ج1، ص60

اشتقاقی ربط اور سیاقی توضیح

ابن حجر الفاظ کی اشتقاقی اصل سے بھی مدد لیتے ہیں تاکہ قاری کو معلوم ہو کہ لفظ کہاں سے آیا اور اس کا اصل مطلب کیا ہے۔

مثلاً لفظ "الرجز" پر بحث کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"الرجز: نوع من العذاب، وقيل: الطاعون، وأصل اللفظ يدل على الاضطراب[11]".

یہاں ابن حجر نے نہ صرف لغوی معنی بتایا بلکہ یہ بھی واضح کیا کہ اس کا اشتقاقی مفہوم (اضطراب) کس طرح اصل معانی کی وضاحت کرتا ہے۔

متعدد احتمالات کا ذکر

ابن حجر اکثر ایک لفظ کے متعدد لغوی مفاہیم بیان کرتے ہیں اور ان میں سے زیادہ راجح معنی کی تعیین سیاقِ حدیث اور فہمِ سلف کی روشنی میں کرتے ہیں۔ مثلاً لفظ "النفاق" پر وہ کہتے ہیں:

"النفاق: مأخوذ من نفق اليربوع، حيث يدخل من باب ويخرج من آخر، ويطلق شرعاً على من يُظْهِر الإسلام ويخفى الكفر[12]".

"فاق کا لفظ "نَفَقُ الیَربُوع" سے لیا گیا ہے، جو ایک قسم کا سوراخ ہوتا ہے جس میں چوہا ایک راستے سے داخل ہوتا ہے اور دوسرے سے نکل جاتا ہے۔ شریعت میں نفاق اس شخص پر بولا جاتا ہے جو ظاہر میں اسلام کا اظہار کرے اور دل میں کفر چھپائے۔"

یہاں لغوی اور شرعی مفہوم کو ساتھ لاکر قارئین کو مکمل تصویر پیش کی گئی۔

لغت اور فقہ کا ربط

ابن حجر لغت کو فقہی احکام کے استخراج کا ذریعہ بھی بناتے ہیں۔ مثلاً لفظ "الحنتم" کی وضاحت کرتے ہوئے وہ پہلے اس کا لغوی معنی بیان کرتے ہیں:

"الحنتم: جرار كبار تُطلى بالقار، كانت قريش تستعملها في نبيذها."[13]

حنتم بڑے بڑے مٹکے یا برتن ہوتے تھے جنہیں تارکول سے لیپ دیا جاتا تھا، اور قریش انہیں اپنی نبیذ (کھجور یا انگور سے بنے مشروب) کے لیے استعمال کیا کرتے تھے۔

پھر وہ اس سے شراب کے برتنوں کے احکام اخذ کرتے ہیں۔

تقابل و تنقید

ابن حجر اکثر دیگر شراح کی لغوی تعبیرات پر تبصرہ بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی شرح میں لغت کے حوالے سے خلاء محسوس کریں تو خود اضافہ کرتے ہیں یا تصحیح۔

---

[11] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج1، ص40

[12] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج1، ص41

[13] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج10، ص75

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مثلاً ایک جگہ وہ علامہ عینی کے قول پر نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"وقال العيني: المراد من 'بضع' العدد من الثلاث إلى العشر، وليس على إطلاقه، بل يختلف بحسب السياق[14]".

"لامہ عینی نے کہا: "بِضع" سے مراد تین سے لے کر دس تک کا عدد ہوتا ہے، لیکن یہ ہر موقع پر یکساں معنی نہیں رکھتا بلکہ سیاق وسباق کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔"

یہ علمی نقد ان کے دقیق لغوی فہم کا ثبوت ہے۔

حافظ ابن حجر کا لغوی منہج ان پہلوؤں پر مشتمل ہے:

- لغوی مصادر کا وسیع استعمال
- اشتقاق اور سیاق کا ملا کر فہم
- متعدد مفاہیم کا بیان اور راجح معنی کی تعیین
- لغت کو فقہی استنباط کے لیے استعمال کرنا
- دیگر شروحات سے علمی مکالمہ اور تنقید

دیگر شروحاتِ بخاری کا لغوی منہج

فتح الباری کے علاوہ بھی صحیح بخاری پر کئی بلند پایہ شروحات لکھی گئیں جن میں لغوی مباحث کو مختلف انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ ان میں علامہ بدر الدین عینیؒ کی عمدۃ القاری، قاضی عیاضؒ کی إکمال المعلم، علامہ قسطلانیؒ کی إرشاد الساری، ابن بطال مالکیؒ کی شرح، اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی فتح الملہم قابل ذکر ہیں۔

یہ تمام شارحین اگرچہ حدیث کی شرح کے مختلف مناہج رکھتے ہیں، تاہم لغوی پہلو کو کسی نہ کسی درجے میں ضرور چھیڑا ہے۔ ان کا منہج، حافظ ابن حجرؒ کے مقابلے میں کئی پہلوؤں سے سادہ یا محدود بھی ہے اور بعض مواقع پر مفید اضافات کا حامل بھی۔

علامہ بدر الدین عینی (م855ھ)– عمدۃ القاری

علامہ عینیؒ نے اپنی شرح میں الفاظ کی لغوی وضاحت کو عموماً لغوی مصادر کے بغیر بیان کیا ہے، لیکن ان کا انداز وضاحتی اور رواں ہے۔ مثلاً لفظ "الھجرۃ" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"الهجرة هي مفارقة دار الكفر إلى دار الإسلام، مأخوذة من الهجر، وهو الترك[15]".

یہ تشریح گو مختصر ہے، لیکن اس میں لغت اور شریعت کا ربط موجود ہے۔ تاہم، وہ اس کی اشتقاقی یا سیاقی تفصیل نہیں کرتے جیسے حافظ ابن حجر کرتے ہیں۔

---

[14] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج1، ص40

[15] بدر الدین عینی، محمود بن احمد بن، عمدۃ القاري شرح صحیح البخاري، دار إحياء التراث العربي–بیروت، 1421ھ، ج1، ص38

علامہ قسطلانی (م923ھ)۔ارشاد الساری

قسطلانیؒ کا انداز عام طور پر خلاصہ بیان پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ بعض لغات کو صرف اردو یا فہمی انداز میں واضح کرتے ہیں۔

مثلاً "التحیات " کے متعلق لکھتے ہیں:

"التحيات جمع تحية، وهي السلام والدعاء بالحياة[16]".

یہ مختصر بیان تشریحی ہے، لیکن لغوی اختلافات یا دیگر معانی کا ذکر نہیں ہوتا، جیسا کہ ابن حجر تفصیل سے کرتے ہیں۔

ابن بطال مالکی (م449ھ)۔شرح صحیح البخاری

ابن بطال کا اسلوب فقہی استدلال پر زیادہ ہے، تاہم بعض لغوی مباحث میں وہ عمدہ نکات بھی دیتے ہیں۔

مثلاً "بضع " کے متعلق وہ لکھتے ہیں:

"البضع من الثلاثة إلى التسعة عند أهل اللغة[17]".

یہ قول لغوی اقوال کی سادگی سے نقل پر مبنی ہے، اور اس میں اختلافی اقوال کا تقابل یا سیاق کے لحاظ سے ترجیح نہیں دی جاتی۔

علامہ شبیر احمد عثمانی۔فتح الملہم

برصغیر کی معروف شرح "فتح الملہم" میں لغوی وضاحت مختصر اور معاصر انداز میں کی گئی ہے۔ لفظ "استسقاء " کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

"استسقاء کا مطلب بارش کے لیے دعا مانگنا ہے۔ اس کا مادہ 'سقی' ہے، یعنی پلانا۔[18]"

یہ وضاحت مختصر مگر درست ہے، لیکن عربی لغات یا اختلافی پہلو اس میں شامل نہیں کیے گئے۔

ابن رجب حنبلی (م795ھ)

اگرچہ ان کی شرح بخاری مکمل نہ ہو سکی، تاہم لغوی نکتہ آفرینی میں ابن رجبؒ کا انداز گہرا اور محققانہ ہوتا ہے۔ مثلاً "شفع " کے متعلق وہ بیان کرتے ہیں:

"الشفع: ضد الوتر، وهو الزوج[19]".

"وِتْر "(یعنی طاق) کے برخلاف ہے، اور اس سے مراد جوڑا (یعنی زوج) ہے۔"

ان کے ہاں لغت کو روحانی و معنوی مفہوم کے ساتھ بیان کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

ان تمام شروحات کو دیکھنے سے چند ایک چیزیں نمایاں طور پر سامنے آتی ہیں

* وضاحتی اور سادہ اسلوب: الفاظ کی آسان اور عمومی تشریح کی جاتی ہے، تفصیل کم۔
* لغوی مصادر کا محدود استعمال: اکثر شارحین لغت کی بنیادی کتابوں کا حوالہ نہیں دیتے۔

[16] قسطلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، المطبعۃ الکبری الامیریۃ، بولاق - مصر، 1323ھ، ج2، ص109

[17] ابن بطال، ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک القرطبی، شرح ابن بطال علی صحیح البخاري، مکتبۃ الرشد – الریاض، 1423ھ، ج1، ص52

[18] شبیر احمد عثمانی، مولانا شبیر احمد بن سید سلیمان، فتح الملہم بشرح صحیح الإمام مسلم، دار القلم – دمشق، 1414ھ ج1، ص222

[19] ابن رجب، زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن، فتح الباري شرح صحیح البخاري لابن رجب، دار ابن الجوزي – المملكة العربية السعودية، 1422ھ، ج2، ص133

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

* اشتقاق پر کم توجہ: الفاظ کی جڑ یا مادہ سے معنی اخذ کرنے کا رجحان کمزور۔
* متعدد معانی کا تقابلی تجزیہ موجود نہیں: ایک معنی بیان کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں، ترجیح یا دلائل نہیں دیتے۔
* فقہی و حدیثی پہلو پر زیادہ زور: لغت کی بجائے فقہی استنباط یا سند و متن پر توجہ زیادہ ہوتی ہے۔
* اختصار کا رجحان: لغوی بحث مختصر، کبھی صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔
* لغت اور فقہ کا ربط کمزور: لغت کو فقہی یا معنوی استنباط سے کم جوڑا جاتا ہے۔

یہ تمام شارحین لغت کی اہمیت سے غافل نہیں، لیکن فتح الباری کی لغوی گہرائی، تفصیل، تقابل اور علمی استدلال کا معیار ان سب میں ممتاز نظر آتا ہے۔

فتح الباری اور دیگر شروحات کا تقابلی مطالعہ

اس حصے میں ہم چند اہم الفاظ کا تقابلی مطالعہ پیش کریں گے جنہیں فتح الباری اور دیگر شروحاتِ بخاری (جیسے عمدۃ القاری، إرشاد الساری، شرح ابن بطال وغیرہ) میں مختلف انداز سے سمجھایا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہو گا کہ حافظ ابن حجرؒ کا لغوی منہج کس طرح ممتاز اور عمیق ہے۔

الهجرة

ابن حجرؒ نے "الهجرة" کو صرف ترک وطن کے مفہوم تک محدود نہیں رکھا، بلکہ لغوی، شرعی اور سیاقی لحاظ سے اس کی وضاحت کی:

"الهجرة في الأصل: الترك، ثم استعمل في الشرع بمعنى الخروج من دار الكفر إلى دار الإسلام[20]".

"ہجرت کا اصل معنی ہے: چھوڑ دینا۔ پھر شریعت میں اس کا استعمال اس معنی میں ہونے لگا کہ کفر کی سرزمین سے اسلام کی سرزمین کی طرف نکلنا۔"

جبکہ اکثر شارحین نے "الھجرۃ" کا مطلب صرف:

"ترك دار الكفر إلى دار الإسلام"

"کفر سرزمین کو چھوڑ کر اسلام کی سرزمین کی طرف جانا۔"

بیان کیا، تفصیل، اشتقاق اور سیاقی پس منظر نہیں دیا۔

التحيات

ابن حجرؒ نے "التحیات" کی لغوی جڑ "حیو" سے تفصیل کے ساتھ بحث کی اور اس کے دعائیہ، تہنیتی اور شرعی استعمالات واضح کیے۔

جبکہ دیگر شروحات میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے۔

"التحيات: جمع تحية، وهي السلام والدعاء".

تحیات، "تحیہ" کی جمع ہے، اور اس سے مراد ہے: سلام کہنا اور دعا دینا۔

اضافی وضاحت یا لغوی منہج کا تنوع موجود نہیں۔

---

[20] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج1، ص12

استسقاء

ابن حجرؒ "استسقاء" کے لغوی مادہ "سقی" سے بات شروع کر کے اس کی شرعی اقسام، استعمالات اور مفہوم کی وضاحت کرتے ہیں۔

"والاستسقاء لغة طلب سقي الماء من الغير للنفس أو الغير وشرعا طلبه من الله عند حصول الجدب على وجه مخصوص "[21]

"استسقاء لغوی طور پر پانی طلب کرنا ہے اور شرعی طور پر قحط میں اللہ تعالی سے مخصوص طریقے سے بارش طلب کرنا۔"

جبکہ بقیہ جگہ صرف یہ بیان کیا جاتا ہے کہ:

"الاستسقاء، وهي طلب السقي وطلب السقياء أيضا"[22]

الاستسقاء کا مطلب ہے پانی مانگنا، یعنی بارش یا سیرابی کی دعا کرنا۔ یہ "سَقْی" (پانی پلانا) اور "سَقْیاء" (سیرابی) دونوں کا طلب کرنا ہوتا ہے۔

نہ اشتقاقی بحث، نہ فقہی تنوع۔

التبر

اس لفظ کی لغوی اصل، استعمال، اور حدیث کے سیاق میں تطبیق پر مکمل علمی انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

"والتبر بكسر المثناة وسكون الموحدة الذهب الذي لم يصف ولم يضرب قال الجوهري لا يقال إلا للذهب وقد قاله بعضهم في الفضة انتهى "[23]

"دو تبرت، مکسور با ساکن وہ سونا مٹی میں جو ملا ہو صاف نہ کیا گیا ہے امام جوہری فرماتے ہیں صرف سونے کے لیے استعمال ہو گا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ چاندی کے لیے بھی استعمال ہو سکتا ہے جسے صاف نہ کیا گیا ہو۔"

صرف یہ ذکر کیا جاتا ہے:

"والتبر، بكسر التاء المثناة من فوق وسكون الباء الموحدة: ما كان من الذهب غير مضروب."[24]

تِبُر — تاء کے زیر اور باء کے سکون کے ساتھ — اس سونے کو کہتے ہیں جو ابھی سِکّے کی شکل میں نہ ڈھالا گیا ہو (یعنی بغیر چھپا ہوا خام سونا)۔

---

[21] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج2، ص634

[22] بدر الدین عینی، محمود بن احمد بن، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج3، ص152

[23] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج2، ص435

[24] بدر الدین عینی، محمود بن احمد بن، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج6، ص142

اسرینا

"أسرینا" پر لغت کے لحاظ سے شب میں سفر کرنے کا مفہوم بیان کیا اور اس کی تائید قرآن وحدیث سے کی۔

"قوله أسرينا قال الجوهري تقول سريت وأسريت بمعنى إذا سرت ليلا وقال صاحب المحكم السرى سير عامة الليل وقيل سير الليل كله وهذا الحديث يخالف القولالثاني اسرينا "[25]

"امام جوہری فرماتے ہیں اسریت اور سریت کہا جائے گا جب تو رات کو سفر کرے گا صاحب محکم فرماتے ہیں السری رات کو چلنا یا ساری رات چلنا۔"

صرف سادہ مفہوم دیا جاتا ہے:

"وقال الجوهري سريت وأسريت بمعنى إذا سرت ليلا "[26]

جوہری کہتے ہیں: "سَرَیتُ" اور "أَسرَیتُ" دونوں ایک ہی معنی رکھتے ہیں، یعنی جب تم رات کے وقت سفر کرو۔

خلاصہ بحث

زیر نظر مطالعے میں فتح الباری میں شامل لغوی مباحث کا دیگر شروحاتِ بخاری جیسے عمدۃ القاری، ارشاد الساری اور شرح ابن بطال سے تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا لغوی منہج دیگر شارحین سے زیادہ جامع، تنقیدی اور تفصیل پسند ہے۔ انہوں نے عربی لغت کی قدیم کتب سے استشہاد، الفاظ کے اشتقاق، سیاق وسباق کی روشنی میں متعدد معانی اور ان کے مابین ترجیح کا مفصل ذکر کیا۔ اس کے مقابلے میں دیگر شروح میں لغوی توضیحات مختصر اور عمومی نوعیت کی ہیں۔ اس مطالعے سے نہ صرف فتح الباری کی لغوی جہت کی انفرادیت سامنے آتی ہے بلکہ علمِ حدیث اور فقہی استنباط میں لغت عربیہ کی اہمیت بھی اجاگر ہوتی ہے، جو فہمِ حدیث کو مزید گہرائی اور وسعت عطا کرتی ہے۔

مصادر ومراجع

* القرآن الکریم
* عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ار المعرفۃ-بیروت، 1379ھ
* بدر الدین عینی، محمود بن احمد بن، عمدۃ القاري شرح صحیح البخاري، دار إحیاء التراث العربي-بیروت، 1421ھ
* قسطلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، المطبعۃ الکبری الامیریۃ، بولاق-مصر، 1323ھ
* ابن بطال، ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک القرطبی، شرح ابن بطال علی صحیح البخاري، مکتبۃ الرشد-الریاض، 1423ھ
* شبیر احمد عثمانی، مولانا شبیر احمد بن سید سلیمان، فتح الملہم بشرح صحیح الإمام مسلم، دار القلم-دمشق، 1414ھ
* ابن رجب، زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن، فتح الباري شرح صحیح البخاري لابن رجب، دار ابن الجوزي-المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، 1422ھ
* ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، اقتضاء الصراط المستقیم، دار عالم الفوائد، مکہ مکرمہ، 1425ھ
* الشاطبی، ابراہیم بن موسی اللخمی، الموافقات فی أصول الشریعہ، دار ابن عفان، دمام، 1417ھ

[25] عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، الحافظ، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج1، ص582

[26] بدر الدین عینی، محمود بن احمد بن، عمدۃ القاري شرح صحیح البخاري، ج4، ص27

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

* الزرکشی، بدر الدین محمد بن عبد اللہ، البرہان فی علوم القرآن، دار المعرفۃ، بیروت، 1391ھ
* السیوطي، جلال الدین عبد الرحمن بن آبی بکر، الإتقان فی علوم القرآن، دار الفکر، بیروت،1416ھ
* ابن القیم، محمد بن آبی بکر الزرعی، إعلام الموقعین، دار ابن الجوزی، دمام،1423ھ
* السخاوی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع لأھل القرن التاسع، دار الجیل، بیروت،1412ھ